نماز جمعہ

کے مسائل واحکام

معاصر علماء کی تحقیق میں

- شہر یا بڑی بستی (قریہ کبیرہ) سے کتنے دور رہنے والوں پر نماز جمعہ کے لیے شرکت لازمی ہے۔؟
- شہر یا بڑی بستی سے کتنے دور رہنے والے عید کی نماز سے قبل قربانی کر سکتے ہیں؟
- فنائے مصر کی شرعی حد کیا ہے؟
- کیا فنائے مصر کا شہر سے متصل ہونا ضروری ہے؟
- اگر عرف اور حکومت کی طرف سے متعین کردہ حدود میں تعارض ہو، تو ترجیح کس کو دی جائے گی؟
- کیا جمعہ کی نماز فرض ہے، یا واجب اور سنت ہے؟
- نماز جمعہ کی شرائط کیا ہیں؟
- ضروریات زندگی سے کیا مراد ہے؟
- مسافر یا دیہاتی کا جمعہ کے زوال کے بعد شہر میں حاضر ہونا۔
- کیا قریہ کبیرہ کے لیے بھی فناء ہے؟
- جمعہ واجب نہ ہونے کے باوجود نماز جمعہ پڑھنا۔
- کیا اقامت جمعہ کے لیے خلیفہ کا ہونا ضروری ہے؟
- جمعہ کے جائز اور واجب ہونے میں فرق

- شہر یابڑی بستی (قریہ کبیرہ) سے کتنے دور رہنے والوں پر نماز جمعہ کے لیے شرکت لازمی ہے۔؟
- شہر یابڑی بستی سے کتنے دور رہنے والے عید کی نماز سے قبل قربانی کرسکتے ہیں؟
- فنائے مصر کی شرعی حد کیاہے؟
- کیافنائے مصر کاشہر سے متصل ہوناضروری ہے؟
- اگرعرف اور حکومت کی طرف سے متعین کردہ حدود میں تعارض ہو، توترجیح کس کو دی جائے گی؟
- کیاجمعہ کی نمازفرض ہے، یاواجب اور سنت ہے؟
- نماز جمعہ کی شرائط کیاہیں؟
- ضروریات زندگی سے کیامرادہے؟
- مسافریادیہاتی کاجمعہ کے زوال کے بعد شہر میں حاضر ہونا۔
- کیاقریہ کبیرہ کے لیے بھی فناء ہے؟
- جمعہ واجب نہ ہونے کے باوجود نماز جمعہ پڑھنا۔
- کیااقامت جمعہ کے لیے خلیفہ کاہوناضروری ہے؟
- جمعہ کے جائزاور واجب ہونے میں فرق۔

نماز جمعہ میں شرکت :

امام شافعیؒ وابویوسفؒ: اَلْجُمُعَۃُ عَلَی مَنْ آوَاہُ اللَّیْلُ۔ یعنی جو جمعہ اداء کرنے کے بعد رات سے پہلے پہلے اپنے گھر واپس پہنچ سکے اُس پر جمعہ میں حاضر ہونا لازم ہے۔ مالکیہ و حنابلہ : جس کو اذانِ جمعہ سنائی دیتی ہو اُس پر جمعہ میں حاضر ہونا لازم ہے۔امام شافعیؒ : کاایک قول بھی یہی نقل کیاگیاہے۔(درسِ ترمذی : 265/2) امام ابو حنیفہؒ : فناءِ مصر۔یعنی شہر کی ضروریات جہاں تک پوری ہوتی ہیں۔

اب کس قول کو ترجیح دی جائے کتابوں کی ورق گردانی سے معلوم ہوتاہے کہ احناف کے نزدیک نماز جمعہ اور عیدین چار جگہوں میں واجب ہیں: شہر (مصر)۔فنائے مصر۔بڑی بستی جہاں ضرورت کی چیزیں میسر ہوں۔وہ بستی جہاں انسانی آبادی تقریباتین ہزارپر مشتمل ہو۔اگرمذکورہ بالاچار جگہوں میں سے علاوہ رہنے والے ہوتو ان پر جمعہ اور عیدین کی نماز واجب نہیں ہے۔چاہے وہاں آذان پہنچتی ہو،یاوہاں کے لوگ اسی شہر وفناء شہر سے ضرورتیں پوری کرتاہواوریاوہاں کے لوگ نماز جمعہ کی نمازپڑھ کر باسانی گھر پہنچ سکتے ہوں ۔اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

"لایعمل بما قیل الخ قال فی الشرح قد علمت بنص الحدیث والا ثرو الروایۃ عن ائمتنا ابی حنیفۃ وصا حبیہ واختیار المحققین من اھل الترجیح انہ لا عبرۃ ببلو غ الند اء ولا بالغلوۃ والا میال وانہ لیس بشیئی فلا علیک من مخالفۃ غیرہ وان ذکر تصحیحہ فمنہ مافی البدائع انہ ان امکن ان یحضر الجمعۃویبیت باھلہ من غیر تکلف یجب علیہ الخ ای لان من جاوز ھذا الحد بنیۃ السفر کان مسافراً فلووجبت ثمہ لوجبت علیٰ المسافر و ھو خلاف النص۔"

(طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۹۳۔۲۹۳)

"وفناء المصر ہو الموضع المعد لمصالح المصر متصل بہ ومن كان مقيما في عمران المصر وأطرافہ وليس بين ذلک الموضع وبين المصر فرجۃ فعليہ الجمعۃ، ولو كان بين ذلک الموضع وبين عمران المصر فرجۃ من مزارع ومذارع كالقلع ببخاري لاجمعۃ على أہل ذلک الموضع وإن سمعوا النداء والغلوة والميل والأميال ليس بشرط روي الفقيہ أبوجعفرؒ، ہذا عن أبي حنيفۃؒ، وأبي يوسفؒ وہو اختيار شمس الأئمۃ الحلوائي۔ "

(خلاصۃ الفتاوی، كتاب الصلاة، الفصل الثالث والعشرون في صلاة الجمعۃ)

بڑی آبادی سے ملحق علاقوں (جنہیں اصطلاح میں فناء شہر کہا جاتا ہے) میں جمعہ کا قیام درست ہے، اور اس کے لئے آبادی کا اتصال ضروری نہیں ہے۔

بخلاف الجمعۃ فتصح إقامتہا فی الفناء ولو منفصلاً بمزارع لأن الجمعۃ من مصالح البلد۔(الشامیہ)

قریہ کبیرہ اور صغیرہ کے متعلق فتاوی دارالعلوم دیوبند میں لکھتے ہیں :

"دیہات دو قسم کے ہیں قریہ کبیرہ اور قریہ صغیرہ، قریہ کبیرہ کو بحکم قصبہ و شہر قرار دے کر فقہانے اس میں وجوب جمعہ کا فتوی دیا ہے، کما فی الشامی ۔ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ ص ۷ ۵۳ جلد اول۔ اور قریہ صغیرہ میں باتفاق فقہاء حنفیہؒ جمعہ صحیح نہیں ہے، کما فی الشامی وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ الخ وفی باب العیدین من الدر المختار وفی القہبیۃ صلوٰۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ وفی الشامی قولہ صلوٰۃ العید ومثلہ الجمعہ الخ باقی رہا یہ کہ جس قریہ میں دو ہزار آدمی آباد ہوں اور وہاں دو کانیں بھی ہوں تو اگر اس کو قریہ کبیرہ قرار دیا جائے تو مستبعد نہیں ہے۔ تین چار ہزار آدمی آباد ہوں تو اس کے قریہ کبیرہ ہونے میں شبہ نہیں معلوم ہوتا۔ اکبر مساجد میں وہاں کے مکلفین کے نہ سمانے کی تعریف ضعیف ہے جیسا کہ شارح منیہ نے اس کو بیان فرمایا ہے کہ یہ تعریف خود حرمین شریفین کی مسجدوں پر صادق نہیں آتی۔ کما ہو ظاہر ۔ اور حنفیہؒ کو بمذہب دیگر ائمہ اس مسئلہ میں عمل کرنے کی فقہاء نے اجازت نہیں دی ۔ اور ہم لوگ پابند ہیں اس امر کے کہ جس جگہ اور جس مسئلہ میں ہمارے فقہاء نے فتوی غیر کے مذہب پر دے دیا ہے اس پر عمل کیا جائے گا ورنہ نہیں ۔ زوجہ مفقود الخبر کے بارے میں فقہاء حنفیہؒ نے فتویٰ امام مالک رحمۃ اللہ کے مذہب پر دے دیا ہے اس پر عمل کیا جاوے گا۔ اسی طرح جس مسئلہ میں تصریح فقہاء کی ہے وہاں عمل کر سکتے ہیں اور جس جگہ تصریح ان حضرات کی نہیں ہے وہاں عمل نہیں کر سکتے۔"

(فتاوی دار العلوم دیوبند)

<u>فناء شہر کی تعریف :</u>

فناء کا اطلاق آبادی کے ارد گرد ان جگہوں پر ہوتا ہے جن سے شہر کی ضروریات وابستہ ہوتی ہیں، مثلاً گھوڑ دوڑ کا میدان، صنعتی کارخانے وغیرہ۔

تعریف الفناء: وہو ما أعد لحوائج أہل المصر۔

(عناية ۲،۵۱)

فناء ه وہو ماحولہ اتصل بہ أولا لأجل مصالحہ۔

(تنوير الأبصار مع الدر المختار على الشامي زكريا ۳،۷)

وفناء البلد عندالفقہاء ہو المكان المعد لمصالح البلد كركض الدواب ودفن الموتى وإلقاءالتراب ونحو ذلک۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ ۲۲،۸۸)

فناء المصر وہو الموضع المعد لمصالح المصر المتصل بہ.....

(البزازیۃ ۴،۷۴)

وأما الفناء: وہو المكان المعد لمصالح البلد كركض الدواب ودفن الموتی.....

(الشامية: ۲،۵۹۹ زكريا)

فناء کا شہر سے دور ہونا :

فناء مصر کا شہر سے نہ ہی متصل ہوناضروری ہے اور نہ ہی اس کی کوئی حد مقرر ہے ،بلکہ یہ شہر کے بڑے اور چھوٹے ہونے سے بڑا اور چھوٹا بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی رشید احمدؒ سے جب رائیونڈ اجتماع میں جمعہ کے متعلق پوچھا گیا، کہ وہاں باغات اور خالی زمین ہونے کے باوجود نماز جمعہ آدا کی جاتی ہے۔ تواپؒ نے جواب دیا: کہ یہ فنامصر (رائیونڈ) ہے ،جس مقام سے لوگوں کی ضرورتیں وابستہ ہوں توفصل اور باغات ہونے کے باوجود بھی وہ فنائے مصر کہلایا جائیگا۔

فناءِ مصر کی تعریف یہ کی جاسکتی ہے : "فناء مصر وہ مقام ہے جو شہر کی ضروریارت کے لئے متعین ہو ،مثلًا : قبرستان ، کوڑاڈالنے یا گھوڑ دوڑ یا جنگی مشق یا فوجی اجتماع وغیرہ کے لئے میدان ، ہوائی اڈہ اور ریلوے اسٹیشن وغیرہ۔ فناء کا شہر سے اتصال ضروری نہیں اور نہ ہی اس کی مسافت اور وسعت کی کوئی تحدید ہے بلکہ شہر کی حیثیت کے مطابق اس کی فناء مختلف ہوگی"۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو : (احسن الفتاوی:133/4)

حدود شہر :

آج کل جس طرح شہروں کی آبادیاں وسیع تر رقبے تک پھیلتی جارہی ہیں، ان کا تصور فقہاء متقدمین کے زمانہ میں نہ تھا، اس لئے فقہی کتابوں میں اس کے متعلق صریح جزئیہ ملنا دشوار ہے، اسی بنابر یہ مسئلہ ایک عرصہ سے مفتیان کرام کے لئے موضوع بحث بنا ہوا ہے، تاہم اصول سے قریب یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آبادی کی تحدید میں اتصال مکانات کو بنیاد بنانے کے بجائے عرف کو بنیاد بنایا جائے،

یعنی جس آبادی پر لوگوں کے عرف اور سرکاری حد بندیوں کے اعتبار سے ایک آبادی ہونے کا حکم لگایا جاتا ہو اسے متصل آبادی سمجھا جائے، اور جس جگہ سے عرف میں دوسرا شہر ہوجاتا ہو اسے دوسری آبادی قرار دیا جائے، اگرچہ دونوں کی آبادیاں متصل ہوں۔

(مستفاد: احسن الفتاویٰ ۴، ۷۵، فتاویٰ رحیمیہ ۶، ۳۶۳، انوار رحمت ۸۱ -۸۳)

والأصل في ذٰلک ما روي عن علي رضي الله عنہ أنہ خرج من البصرة يريد السفر فجاء في وقت العصر

فأتمہا، ثم نظر إلى ''خص'' أمامہ فقال: أما لو كنا جاوزنا ہذا الخص لقصرنا۔

(أخرجہ عبد الرزاق في مصنفہ ۲،۵۲۹ رقم: ۴۳۱۹، المحيط البرہاني ۲،۳۸۷ إدارة القرآن كراتشي)

من خرج من عمارة موضع إقامتہ. (درمختار)

''وأشار إليہ أنہ يشترط مفارقة ماكان من توابع موضع الإقامة كربض المصر، وہو ماحول المدينةمن بيوت ومساكين، فإنہ في حكم المصر، وكذا القرى المتصلة بالربض في الصحيح بخلاف بساتين، ولومتصلة بالبناء لأنہا ليست من البلدة وأما الفناء: وہو المكان المعد لمصالح كركض الدواب و دفن الموتىٰ وإلقاء التراب فإن اتصل بالمصر اعتبر مجاوزتہ و إن انفصل بغلوة أو مزرعة فلا ۔''

(الفتاوى الشامية)

''والقرية المتصلة بالفناء دون الربض لا تعتبر مجاوزتہا على الصحيح كما في شرح المنية ۔''

(الشامية)

''إن كان بين المصر وفنائہ أقل من قدر غلوة و لم يكن بينہما مزرعة يعتبر مجاوزة الفناء أيضا و إن كان بينہما مزرعة أو كانت المسافة بين المصر وفنائہ قدر غلوة يعتبر مجاوزة عمران المصر و لا يعتبرفي مجاوزة الفناء ۔''

(فتاویٰ قاضی خاں ۱،۱۶۵)

چنانچہ حضرت مولانااشرف علی تھانویؒ نے بھی ایک فتوی کے مطابق یہی فرمایاہے،جب ان سے فاصلہ پر بنے مکانات کے متعلق پوچھاگیا،توآپؒ نے فرمایا: اگرعرف میں ان مکانات کو متعلقہ بستی کا حصہ سمجھاجاتاہے ،تو فصل ہونے کے باوجودوہ اسی بستی کا حصہ ہوگا۔

(تفصیل کے لیے امدادالفتاویٰ)

"أفناؤه وهو ماحولہ اتصل بہ أولا كما حرره ابن كمال وغيره لأجل مصالحہ كدفن الموتى وركض الخيل(ردالمختار) وفي الشامية: قولہ كما حرره ابن الكمال: حيث قال: واعتبر بعضہم قيد الاتصال وقد خطأه صاحب الذخيرة قائلاً، فعلى قول ہذا القائل لا تجوز إقامة الجمعة ببخاري في مصلى العيد؛ لأن بين المصلى وبين المصر مزارع، ووقعت ہذه المسئلة مرة، وأفتىٰ بعض مشايخ زماننا بعدم الجواز؛ ولكن ہذا ليس بصواب، فإن أحدًا لم ينكر جواز صلاة العيد في مصلى العيد ببخاري لا منالمتقدمين ولامن المتأخرين، وكما أن المصر أوفناء ه"

- کیا جمعہ کی نماز فرض ہے، یا واجب اور سنت ہے؟
- نماز جمعہ کی شرائط کیا ہیں؟
- ضروریات زندگی سے کیا مراد ہے؟
- مسافر یا دیہاتی کا جمعہ کے زوال کے بعد شہر میں حاضر ہونا۔
- کیا قریہ کبیرہ کے لیے بھی فناء ہے؟
- جمعہ واجب نہ ہونے کے باوجود نماز جمعہ پڑھنا۔
- کیا اقامت جمعہ کے لیے خلیفہ کا ہونا ضروری ہے؟
- جمعہ کے جائز اور واجب ہونے میں فرق۔

کیا جمعہ فرض ہے یا واجب اور سنت ہے؟

عام طور پر فقہ کی کتابوں جمعہ واجب لکھا ہوتا ہے، جس سے مراد فرض ہی ہے، گویا کہ واجب فرض عملی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں:

''واعلم ان الجمعۃ فریضۃ محکمۃ بالکتاب والسنۃ والاجماع یکفر جاحدھا۔''

(فتح القدیر: ج۲، ص۴۷)

''وهي فرض عين كذا في التهذيب ثم لوجوبها شرائط في المصلي وهي الحرية والذكورة والإقامة والصحة كذا في الكافي والقدرة على المشي كذا في البحر الرائق والبصر هكذا في التمرتاشي...''

(الفتاوى الهندية: ج۱، ص۱۴۴)

فقہی کتابوں میں بعض اوقات فرض کے لیے واجب کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جس سے واجب کا لغوی معنی یعنی لازم اور ضروری مراد ہے۔

قال فی الشامیۃ:

''(هي فرض) عين (يكفر جاحدها) لثبوتها بالدليل القطعي كما حققه الكمال وهي فرض مستقل آكد من الظهر وليست بدلا عنه كما حرره الباقاني معزيا لسري الدين بن الشحنة وفي البحر وقد أفتيت مرارا بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا وأما من لا يخاف عليه مفسدة منها فالأولى أن تكون في بيته خفية...''

(کتاب الجمعۃ)

نماز جمعہ کی شرطیں:

''فصل وأما بيان شرائط الجمعة فللجمعة شرائط بعضها يرجع إلى المصلي وبعضهايرجع إلى غيره أما الذي يرجع إلى المصلي فستة العقل والبلوغ والحرية والذكورة والإقامة وصحة البدن فلا تجب الجمعة على المجانين

والصبيان والعبيد إلا بإذن مواليهم والمسافرين والزمنى والمرضى ۔۔وأما الشرائط التي ترجع إلى غير المصلي فخمسة في ظاهر الروايات:
المصر الجامع
والسلطان
والخطبة
والجماعة
والوقت''

ضروریات زندگی کا مطلب اور فناء کا شہر سے دور ہونا :

فناء کی تعریف میں ضرورت اور مصلحت کا ذکر ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا ہر ضرورت اور مصلحت مراد ہے ، یا اس میں کوئی تخصیص ہے؟

فقہی کتابوں کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت خاص مراد ہے :

باغات اور فصلیں ضروریات زندگی سے ہیں ،لیکن فقہاء نے فناء مصر کے لیے ان کو مانع قرار دیا ہے۔ ہر قسم کی ضروریات میں جنگل اور پہاڑ بھی فناء میں شامل ہوں گے، کیونکہ جنگل سے لکڑیاں لانا اور یا پہاڑ سے تعمیر اور مقبرہ وغیرہ کے لیے پتھر لانا بھی ضروریات میں شامل ہیں، حالانکہ فقہاء نے جنگل اور پہاڑ کو فنا میں شامل نہیں کیا ہے۔ گنجان آبادی میں بھٹہ اور دیگر کارخانے شہر سے بہت دور اس بنا پر باہر کر دیے جاتے ہیں، کہ اس سے پھیلنے والے زہر آلود گیسیں انسانی صحت کے لیے خطرناک ہے، لیکن ضرورت پھر بھی اس سے وابستہ ہے۔ لہٰذا ضرورتوں سے مراد سکنی اور رہائش سے وابستہ ضرورتیں ہیں۔

(تفصیل کے لیے امداد الاحکام)

"وفناء المصر ہو الموضع المعد لمصالح المصر متصل بہ ومن کان مقیما في عمران المصر وأطرافہ ولیس بین ذلک الموضع وبین المصر فرجۃ فعلیہ الجمعۃ، ولو کان بین ذلک الموضع وبین عمران المصر فرجۃ من مزارع ومذارع کالقلع ببخاري لاجمعۃ علی أہل ذلک الموضع وإن سمعوا النداء والغلوۃ والمیل والأمیال لیس بشرط روي الفقیہ أبوجعفرؒ، ہذا عن أبي حنیفۃؒ، وأبي یوسفؒ وہو اختیار شمس الأئمۃ الحلوائي۔ "

(خلاصۃ الفتاوی، کتاب الصلاۃ، الفصل الثالث والعشرون في صلاۃ الجمعۃ)

فناء مصر کا شہر سے نہ ہی متصل ہونا ضروری ہے اور نہ ہی اس کی کوئی حد مقرر ہے ،بلکہ یہ شہر کے بڑے اور چھوٹے ہونے سے بڑا اور چھوٹا بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی رشید احمدؒ سے جب رائیونڈ اجتماع میں جمعہ کے متعلق پوچھا گیا، کہ وہاں باغات اور خالی زمین ہونے کے باوجود نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے۔ تو آپؒ نے جواب دیا: کہ یہ فنا مصر (رائیونڈ) ہے ،جس مقام سے لوگوں کی ضرورتیں وابستہ ہوں تو فصل اور باغات ہونے کے باوجود بھی وہ فنائے مصر کہلایا جائیگا۔

فناءِ مصر کی تعریف یہ کی جاسکتی ہے : ”فناء مصر وہ مقام ہے جو شہر کی ضروریارت کے لئے متعین ہو، مثلاً : قبرستان، کوڑاڈالنے یا گھوڑ دوڑ یا جنگی مشق یا فوجی اجتماع وغیرہ کے لئے میدان، ہوائی اڈہ اور ریلوے اسٹیشن وغیرہ۔ فناء کا شہر سے اتصال ضروری نہیں اور نہ ہی اس کی مسافت اور وسعت کی کوئی تحدید ہے بلکہ شہر کی حیثیت کے مطابق اس کی فناء مختلف ہوگی“۔ (احسن الفتاوی: 133/4)

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (احسن الفتاوی)

مسافر جمعہ کے دن زوال کے بعد شہر میں موجود ہو، تو جمعہ کا حکم:

جمعہ کی نماز صحیح ہوجائے گی اور نماز ظہر ان کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گی۔
’’والدليل على أنه لا جمعة على هؤلاء ما روي عن جابر عن رسول الله أنه قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فعليه الجمعة إلامسافرا أو مملوكا أو صبيا أو امرأة أو مريضا ثم هؤلاء الذين لا جمعة عليهم إذا حضروا الجامع وأدوا الجمعة فمن لم يكن من أهل الوجوب كالصبي والمجنون فصلاة الصبي تكون تطوعاولا صلاة للمجنون رأسا ومن هو من أهل الوجوب كالمريض والمسافر والعبد والمرأةوغيرهم تجزيهم ويسقط عنهم الظهر لأن امتناع الوجوب عليهم لما ذكرنا من الأعذاروقد زالت وصار الإذن من المولى موجودا دلالة...‘‘

(بدائع الصنائع:فصل :وامابيان شرائط الجمعة،ج۱)

شامی میں ہے:

’’ان المسافر لما التزم الجمعة صارت واجبة عليه ولذاصحت امامته فيها....‘‘

(الشامية:ج۱،ص ۷۶۷ باب الجمعة)

’’ومن هو من أهل الوجوب كالمريض والمسافر والعبد والمرأة وغيرهم تجزيهم ويسقط عنهم الظهر لأن امتناع الوجوب عليهم لما ذكرنا من الأعذار وقد زالت...‘‘

(بدائع:ج۱،ص۲۵۹)

’’ثم هؤلاء الذين لا يجب عليهم الجمعة إذا حضروا الجمعة وصلوا فإنه يجزئهم ويسقط عنهم فرض الوقت لأن امتناع الوجوب للعذر قد زال..‘‘

(تحفة الفقهاء:ج۱،ص۱۶۲)

مالابدمنہ میں ہے:

اگر جماعت مسافران در مصر نماز جمعہ گذارند درآنہا مقیم کسے نباشد نزد امام اعظمؒ جمعہ صحیح باشد الخ (ص۵۶ فصل در نماز جمعہ)

تاہم مسافر کے علاوہ چاہے دیہات کا ہو یا شہر کا رہنے والا ہو، اگر جمعہ کے دن زوال کے بعد وہ ایسی جگہ ہو، جہاں جمعہ واجب ہو، تو ان پر جمعہ واجب ہے، ورنہ واجب نہیں ہے۔ (تفصیل کے لیے فتاوی دارالعلوم دیوبند)

کیاقریہ کبیرہ (بڑاگاؤں) کے لیے فناہے؟

عام طور کتب فقہیہ میں فنامصرکا ذکرہے،چونکہ قریہ کبیرہ میں جوازجمعہ کی وجہ وہاں پر ضروری اشیاء کاوجود(مثلا:دکانیں،میڈیکل اوردیگرخوردونوش کی چیزیں)ہے،اس لیے وہاں جمعہ کی اجازت حکمامصرکے قائم مقام ہونے کی بناپر دی گئی ہے۔لہٰذافناء بھی حکمامعتبرہوگا۔

"جمعہ کی ادا اور وجوب کے لئے عند الحنفیہ مصر کی شرط ہے اور مصر شہر اور قصبہ کو کہتے ہیں جہاں بازار اور کوچے ہوں اور ہر قسم کی دوکانیں ہوں۔اور بڑے قریہ کو بھی حکم مصر کا دیا گیاہے۔۔۔"

(فتاوی دارالعلوم دیوبند)

یادرہے:دارالعلوم کے ویب سائیٹ پر بھی بڑے گاؤں کے لیے فناکا ذکر موجودہے۔

جمعہ کی شرطیں موجودنہ ہونے کے باوجودجمعہ پڑھنا:

جس گاؤں میں جمعہ کی شرائط نہیں پائی جاتی ہیں، وہاں جمعہ قائم کرنا جائز نہیں، جو شخص اس جگہ جمعہ پڑھ لے تواس سے وقت کافریضہ ساقط نہیں ہوگا، اس کے ذمہ ظہر کی ادائیگی لازم رہے گی۔

(فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل۸،۱۲۳، امداد الاحکام ۲،۳۳۹، امداد المفتیین ،۳۹۴)

’’وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا أسواق وفیما ذکرنا إشارۃ إلی أنہا لا تجوز فی الصغیرۃ۔‘‘

(شامی زکریا ۳،۷)

’’ألا تری أن فی الجواہر لو صلوا فی القریٰ لزمہم أداء الظہر۔‘‘

(شامی زکریا ۳،۷)

’’عن حذیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال : لیس علی اہل القری جمعۃ، إنما الجمع علی أہل الأمصار مثل المدائن۔‘‘

(المصنف لابن أبي شيبة ۴،۴۶ رقم: ۵۱)

’’وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیھا اسواق الی ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الی انھا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ۔‘‘

جہاں مسلمانوں کا خلیفہ نہ ہو وہاں اقامت جمعہ کا حکم:

امام کا ہونا صرف رفع تنازع کے لئے ہے بالذات شرط نہیں دیکھئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایام فتنہ میں خود فتوی دیا تھاامام جابر کے ساتھ جمعہ صحیح ہونے کاحالانکہ وہ خلیفہ شرعی نہ تھا(حسن العزیز ج۴ص۵۱) (اشراف الاحکام ص:۱۲۵)

(و) الثاني (السلطان) ولو مغلبا أو امرأة فيجوز أمرها بإقامتها لا إقامتها۔

(الشامية:كتاب الجمعة)

اگر سلطان یا نائب سلطان نباشد در امصار جمعہ واجب است ۔ کما صرح بہ الشامی ۔ درانجا مسلمین امامے معین و مقرر سازند اینہم کافی است

(فتاوی دار العلوم دیوبند: ج۵)

''فأما السلطان فشرط أداء الجمعة عندنا حتى لا يجوز إقامتها بدون حضرته أو حضرة نائبهوقال الشافعي السلطان ليس بشرط لأن هذه صلاة مكتوبة فلايشترط لإقامتها السلطان كسائر الصلوات ولنا أن النبي شرط الإمام لإلحاق الوعيد بتارك الجمعة بقوله في ذلك الحديث وله إمام عادل أو جائرروي (وروي)) عن النبي أنه قال أربع إلى الولاة وعد من جملتها الجمعةولأنه لو لم يشترط السلطان لأدى إلى الفتنة لأن هذه صلاة تؤدى بجمع عظيم والتقدم على جميع أهل المصر يعد من باب الشرف وأسباب العلووالرفعة فيتسارع إلى ذلك كل من جبل على علو الهمة والميل إلى الرئاسة فيقع بينهم التجاذب والتنازع وذلك يؤدي إلى التقاتل والتقالي ففوض ذلك إلى الوالي ليقوم به أو ينصب من رآه أهلا له فيمتنع غيره من الناس عن المنازعة لما يرى من طاعة الوالي أو خوفا من عقوبته ولأنه لو لم يفوض إلى السلطان لا يخلو إما أن تؤدي كل طائفة حضرت الجامع فيؤدي إلى تفويت فائدة الجمعة وهي اجتماع الناس لإحراز الفضيلة على الكمال وإما أن لا تؤدى إلا مرة واحدة فكانت الجمعة للأولينوتفوت عن الباقين فاقتضت الحكمة أن تكون إقامتها متوجهة إلى السلطان ليقيمها بنفسه أو بنائبه عند حضور عامة أهل البلدة مع مراعاة الوقت المستحب والله تعالى أعلم هذا إذا كان السلطان أو نائبه حاضرا فأما إذا لم يكن إمام (إماما) بسبب الفتنةأو بسبب الموت ولم يحضر وال آخر بعد حتى حضرت الجمعة ذكر الكرخي أنه لا بأس أن يجمع الناس على رجل حتى يصلي بهم الجمعة وهكذا روى عن محمد ذكره في العيون لما روى عن عثمان رضي الله عنه أنه لما حوصر قدم الناس عليا رضي الله عنه فصلى بهم الجمعة...''

(بدائع الصنائع:ج١،ص٢٦١)

''(قَالَ) وَالسُّلْطَانُ مِنْ شَرَائِطِ الْجُمُعَةِ عِنْدَنَا خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَاسَهُ بِأَدَاءِ سَائِرِ الْمَكْتُوبَاتِ فَالسُّلْطَانُ وَالرَّعِيَّةُ فِي ذَلِكَ سَوَاءٌ .(وَلَنَا) مَا رَوَيْنَا مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ { وَلَهُ إمَامٌ جَائِرٌ أَوْ عَادِلٌ } فَقَدْ شَرَطَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِمَامَ لِإِلْحَاقِهِ الْوَعِيدَ بِتَارِكِ الْجُمُعَةِ وَفِي الْأَثَرِ { أَرْبَعٌ إلَى الْوُلَاةِ مِنْهَا الْجُمُعَةُ } وَلِأَنَّ النَّاسَ يَتْرُكُونَ الْجَمَاعَاتِ لِإِقَامَةِ الْجُمُعَةِ وَلَوْلَمْ يُشْتَرَطْ فِيهَا السُّلْطَانُ أَدَّى إلَى الْفِتْنَةِ لِأَنَّهُ يَسْبِقُ بَعْضُ النَّاسِ إلَى الْجَامِعِ فَيُقِيمُونَهَا لِغَرَضٍ لَهُمْ وَتَفُوتُ عَلَى غَيْرِهِمْ وَفِيهِ مِنْ الْفِتْنَةِ مَا لَا يَخْفَى فَيُجْعَلُ مُفَوَّضًا إلَى الْإِمَامِ الَّذِي فُوِّضَ إلَيْهِ أَحْوَالُ النَّاسِ وَالْعَدْلُ بَيْنَهُمْ لِأَنَّهُ أَقْرَبُ إلَى تَسْكِينِ الْفِتْنَةِ.''

(المبسوط:شرائط الجمعہ ج٢،ص٣١٦)

جمعہ کے جائز یا واجب میں فرق :

جہاں جمعہ کی شرطیں نہ پائی جائیں ،وہاں جمعہ پڑھنے سے نمازظہرساقط نہ ہوگی ،اسی طرح شرائط موجودہونے کے باوجود ظہرکی نماز باجماعت پڑھی گئی ،تو نمازمکروہ تحریمی ہوگی۔تاہم فاسدنہ ہوگی ،عدم فسادکی وجہ فقہایہ لکھتے ہیں :کہ اس نے ظہرکی نمازپڑھی اگرکہاجائے قضاضروری ہے،توقضااس وقت ہوگی جب وقت پر نمازنہ پڑھی گئی ہو،حالانکہ اس نے نمازظہرآداکی۔

قال: "فإن صلى الإمام بأهل المصر الظهر يوم الجمعة أجزأهم وقد أساؤوا في ترك الجمعة" أما الجواز فلأنهم أدوا أصل فرض الوقت ولو لم نجوزها لهم أمرناهم بإعادة الظهر بعد خروج الوقت والأمر بإعادة الظهر عند تفويتها في الوقت وما فوتوها وأما الإساءة فلتركهم أداء الجمعة بعد ما استجمعوا شرائطها وفي حديث ابن عمرقال رسول الله ﷺ: "من ترك ثلاث جمع تهاونا بها طبع على قلبه".

(المبسوط:ج۲،ص۳۵)

والله اعلم بالصواب۔

السیدکلیم اللہ الحرمزئی۔